سوال

(298)اللہ کے صفاتی نام رکھنا

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

عبدالماجد عبدالصمد وغیرہ کو صرف صمد یا ماجد کہہ کر پکار سکتے ہیں ؟ جب کہ دل میں اللہ کے صفاتی نام الماجد الصمد مراد نہ ہوں صرف مخاطب سے خطاب مقصود ہے ہو اگر نہیں کہہ سکتے تو اس بابت کیا فرماتے ہیں علمائے کرام کہ ایک شخص کا نام محمد احمد ہے جب کہ یہی نام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذاتی نام ہیں کیا اس شخص کو صرف محمد یا احمد پکارا جا سکتا ہے ؟ جب کہ وقت خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مراد نہیں ہیں ۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

بات یہ ہے کہ یہاں لفظ "الصمد" اور الماجد" سے مراد یقینی طور پر اللہ عزوجل کی ذات گرامی ہے اضافت عبد موجود ہو یا محذوف بہر دو صورت یہی کچھ سمجھا جاتا ہے کہ مقصود "عبد الصمد" ہے یا عبدالماجد" ایک نام ہے لہذا پورا نام پکارنا ہی بہتر ہے ہاں البتہ کلیتاً انقطاع اضافت کی صورت میں یہ اطلاق ممکن ہے ۔

اور جہاں تک محمد احمد کا تعلق ہے سو یہ مستقل طور پر دو نام اگر چہ عجمی زبان میں مرکب کی صورت میں ان کو ایک بنا دیا گیا ہے تو غیر نبی پر ان کے اطلاق میں کسی کو کلام نہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بذات خود اپنے بیٹے کا نام جد الانبیاء ابراہیم علیہ السلام کے نام پر رکھا تھا نیز فرمایا :

«سموا باسمی» (۱) (بخاری)

"میرے نام پر نام رکھو ۔"

اور صحیح مسلم میں حدیث ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

«انہم کانوا یسمون باسماء انبیائہم والصالحین قبلہم» (2)

"لوگ اپنے انبیاء اور اپنے سے پہلے نیک لوگوں کے ناموں پر نام رکھتے تھے اور دوسری روایت میں ہے ۔

«تسموا باسماء الانبیاء» (3) (ابوداؤد نسائی)

"الادب المفرد" میں یوسف بن عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے " نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نام یوسف رکھا ہے اس کی سند صحیح ہے ۔ (الادب المفرد باب اسماء الانبیاء رقم (۸۳۸) وصححه البانی) (فتح الباری 10/578)

تاہم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تقدس کی بناء پر یہ بھی مکروہ سمجھا ہے ان کا قصد بھی اچھا ہے لیکن سابقہ دلائل کی بناء پر ترجیح جواز کو ہے ۔

1۔ صحیح مسلم کتاب الادب باب النھی عن التکنی بابی القاسم (5586-5597)

2۔ صحیح مسلم کتاب الادب باب النھی ...وبیان مایستحب من الاسماء (۵۵۹۸)

3۔ ابوداؤد کتاب الادب باب فی تغیر الاسماء-4950) ضعفه البانی وانظر : الارواء (٤/408) رقم (۱۱۷۸) فیه عقیل بن شبیب وقال الذہبی : ''لایعرف'' وقال الحافظ : ''مجھول''

ھذا ما عندي واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ

ج1ص590

محدث فتویٰ